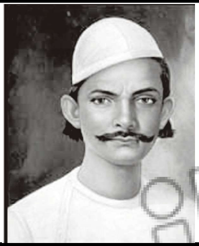

4

میدان کربلا میں گرمی کی شدت

ماخذ: کلیات میر انیس　　　شاعر: میر انیس　　　ہیئت: مسدس مرثیہ

شاعر کا تعارف:

(U.B+K.B)

عظیم مرثیہ گو شاعر میر انیس ادبی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا اصل نام سیّد ببر علی اور تخلص انیسؔ تھا۔ آپ 1800ء فیض آباد (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد میر مستحسن خلیق بھی مرثیہ گو شاعر تھے اور ان کے دادا میر غلام حسین حسن مثنوی 'سحر البیان' کے خالق تھے۔ لہٰذا علمی و ادبی تربیت گھر پر ہی ہوئی آپ نے فارسی اور عربی اپنے والد میر خلیق سے پڑھی اور دیگر مُروّجہ علوم فیض آباد کے ایک عالم میر نجف علی سے حاصل کیے اپنی مرثیہ گوئی کے بارے میں خود فرماتے ہیں:

؎ عمر گزری ہے اس دشت کی سیاحی میں
پانچویں پشت ہے شبیرؑ کی مداحی میں

آپ نے مولوی حیدر علی اور مفتی حیدر عباس سے بھی عربی و فارسی میں استفادہ کیا آپ سپہ گری اور فنِ شہسواری سے بھی بخوبی واقف تھے۔ میر انیس موزوں طبع تھے ابتدا میں غزل کہتے رہے اور تخلص ''حزیں'' اختیار کیا لیکن امام بخش ناسخ کے کہنے پر تخلص بدل کر انیس رکھا اور والد کے کہنے پر غزل چھوڑ کر مرثیہ نگاری شروع کی۔ میر انیس فیض آباد کے جس ماحول میں پروان چڑھے۔ اس ماحول میں ہر طرف شاعری کا غلغلہ تھا اسی اَدبی فضا اور بزرگوں کی تربیت نے ان کے طبعی رجحان کو بھی جلا بخشی اور وہ کم عمری میں ہی شعر کہنے لگے۔ پہلے پہل انیس والد کے ساتھ لکھنؤ کے مشاعروں میں شرکت کرتے رہے لیکن بعد ازاں یہیں آ کر بس گئے۔

میر انیس ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے ان کے مرثیوں میں سوز و گداز، جذبات نگاری اور منظر کشی کے مثالی نمونے ملتے ہیں جو ان کی قادر الکلامی کے ثبوت ہیں۔ بقول حافظ محمود شیرانی:

''وہ (میر انیس) اقلیم مرثیہ گوئی کے شہنشاہ تھے''

میر انیس نے لاتعداد مرثیے لکھے ان کے تقریباً تمام مرثیے ڈیڑھ سو دو سو بندوں پر مشتمل ہیں لیکن اس تعداد کے باوجود ان کے کلام میں کہیں ابتذال یا عامیانہ پن نہیں آتا۔ نظم ''میدان کربلا میں گرمی کی شدت بھی ان کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے جس میں انہوں نے تخیل، منظر نگاری اور لفظی تصویر کاری کی عمدہ مثالیں دکھائی ہیں۔ ان کے کچھ مرثیے ''انتخاب مراثی انیس'' کے نام سے مجلس ترقی ادب نے لاہور سے اور انیس کے مرثیے (دو جلدیں مرثیہ صالحہ عابد حسین) میر انیس اور انیس کے سلام نامی کتب بھارت سے شائع ہو چکی ہیں۔ میر انیس نے لکھنؤ ہی میں 1874ء کو وفات پائی اور اپنے سکونتی مکان واقع محلّہ سبزی منڈی میں دفن ہوئے۔

www.ilmkidunya.com

مشکل الفاظ کے معانی

(K.B)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مَرثیہ	ایسی نظم جس میں کسی مرنے والے کے اوصاف بیان کئے جائیں	قادرالکلام	پختہ شاعر، شاعری پر کامل عبور رکھنے والا
مُسدّس	نظم کا وہ بند جس کے چھ مصرعے ہوں	عنصر	مادہ، اصل، بنیاد
خانوادہ رسولؐ	رسول ﷺ اللہ کا گھرانا	روز جنگ	جنگ کے دن
کیونکر	کیسے	مَثلِ شمع	شمع کی مانند
لو	گرم ہوا	الحذر	اللہ اپنی پناہ میں رکھے، مراد بہت زیادہ
الاماں	خدا کی پناہ۔ امن اور سلامتی کے لئے بولتے ہیں	حرارت	گرمی
رَن	میدان جنگ	آبِ خُنک	ٹھنڈا پانی
خلق	مخلوق، لوگ	خاک	مٹی، مراد زمین
آفتاب	سورج، دھوپ	حِدّت	گرمی
تاب وتب	سخت گرمی جلن، بے قراری	مثالِ شب	رات کی طرح
نہرِ علقمہ	دریائے فرات کی ایک نہر	لب	ہونٹ، کنارے
حَبَاب	بلبلے	چشمہ حیات	زندگی کا سرچشمہ، جن پر انسانی زندگی کا انحصار ہے
کھولنا	ابلنا	تابہ شام	شام تک
مَسکن	ٹھکانہ، سکونت	چارپائے	چوپائے، جانور
آہو	ہرن	کاہلے	کاہلہ کی جمع، ہرن، سست اور نڈھال ہرن
سیاہ فام	کالے رنگ کے	مثل	مانند
موم خام	کچی موم	گیاہ	گھاس
چاہ	کنواں، محبت	کوس	دو میل کا فاصلہ، نقارہ
شجر	درخت	گل	پھول
برگ وبار	پتے اور پھل	نخل	درخت

www.ilmkidunya.com

صورت چنار	چنار کے درخت کی طرح، چنار کے پتے سرخ ہوتے ہیں	لہکنا	ہوا سے ہلنا، لہرانا
سبزہ زار	سرسبز میدان، ہرا بھرا میدان	زِیست	زندگی
مثلِ چہرہ	چہرے کی مانند	مَدقُوق	دق کا مارا ہوا، سوکھا سڑا پیلا زور
آئینہ	شیشہ مراد چہرہ	مُکدّر	میلا، گرد آلود
غبار	گرد	گردُوں	آسمان
تپ	بخار مراد گرمی	مضطرب	بے چین
گرداب	بھنور	شعلہ جوّالہ	آگ کی گیند کی طرح گھومنے والا شعلہ
گمان	خیال	اَنگارے	شعلے، چنگاریاں
شَرر فشاں	چنگاریاں بکھیرنا	موج	لہر
تہہ	نیچے، نچلا حصہ	نہنگ	مگرمچھ
لبوں پہ جان آنا	مرجانا	روزِ حساب	قیامت کا دن
مَاہی	مچھلی	تیغِ موج	لہر کی تیغ

نظم کا مرکزی خیال

(U.B+A.B)

شاعر کا نام : میر انیسؔ

نظم کا عنوان: میدان کربلا میں گرمی کی شدت

مرکزی خیال:۔

میدان کربلا میں جنگ کے روز آسمان سے آگ بَرس رہی تھی اور زمین تنور کی طرح تپی ہوئی تھی۔ انسان تو انسان جانور بھی اس گرمی سے پریشان تھے یہاں تک کہ درختوں کے پتے بھی اس گرمی میں مرجھا گئے تھے۔ غرض میر انیس نے مُبالغہ آرائی کی حد تک گرمی کی شدت کا ذکر کیا ہے۔

www.ilmkidunya.com

(U.B+A.B)

نظم کا خلاصہ

شاعر کا نام : میر انیسؔ

نظم کا عنوان: میدان کربلا میں گرمی کی شدت

خلاصہ:۔

جنگ کے دن بہت زیادہ گرمی تھی۔اس کا بیان مشکل تھا۔ڈر تھا کہ زبان شمع کی طرح جلنے نہ لگے۔میدانِ جنگ کا رنگ سرخ تھا اور آسمان کا زرد۔ آسمان سے آگ برس رہی تھی۔سورج کی تپش اتنی زیادہ تھی کہ دن کا رنگ رات کی مانند لگ رہا تھا اور نہرِ علقمہ بھی خشک ہوگئی تھی۔دریائے فرات کا پانی بھی کھولا ہوا سا لگ رہا تھا۔

گرمی کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ مچھلیاں سمندر کی سب سے نچلی تہ سے جا لگی تھیں، ہرن سست اور چیتے سیاہ ہو گئے تھے۔پتھر موم کی طرح پگھل رہے تھے۔پھول اپنی رَنگت کھو چکے تھے اور کنوؤں کا پانی بھی نیچے چلا گیا تھا۔دور دور تک کہیں کسی درخت پر پھل پھول نظر نہ آتا تھا۔ہر شاخ سوکھی ہوئی تھی۔پتے زرد ہو چلے تھے۔شیر اور ہرن اپنے ٹھکانے میں چھپے ہوئے تھے اتنی زیادہ گرمی تھی کہ اگر کوئی دانہ زمین پر گرتا تو وہ بھن جاتا۔ہوا کے بگولوں پر آگ کا گمان ہوتا تھا۔ پانی کے بلبلے آگ کے شعلوں کی طرح لگ رہے تھے۔مگرمچھوں کی جان بھی لبوں پر آئی ہوئی تھی۔اتنی گرمی تھی کہ مچھلی تک بھن جاتی تھی۔

اشعار کی تشریح

شعر 1۔ لاہور بورڈ پہلا گروپ (2017)

گرمی کا روزِ جنگ کی، کیونکر کروں بیاں
ڈر ہے کہ مثلِ شمع نہ جلنے لگے زباں

حوالہ ٔشعر:۔ (U.B+A.B)

نظم کا عنوان : میدان کربلا میں گرمی کی شدت

شاعر کا نام : میر انیسؔ

ماخذ : کلیات میر انیس

مفہوم: میدان کربلا میں جنگ کے روز گرمی کی شدت ناقابل بیان ہے۔کیونکہ ڈر ہے کہ کہیں زبان سورج کی حِدّت سے مثلِ شمع جلنے نہ لگ جائے۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

لفظ مَرثیے کے لغوی معنی کسی مرنے والے کی تعریف و توصیف بیان کرنا ہے لیکن فارسی اور اردو شاعری میں مرثیہ صرف واقعہ کربلا کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔اس میں اہلِ بیت اور ان کے ساتھیوں کے مصائب و آلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔مرثیے کی اس قسم کو مذہبی مرثیہ کہا جاتا ہے جب کہ قومی رہ نما کی وفات پر لکھا جانے والا مرثیہ رسمی مرثیہ اور کسی شہر، حکومت اور سلطنت کے اختتام پر لکھا جانے والا مرثیہ تشریفاتی مرثیہ کہلاتا ہے۔مذہبی مرثیے کو بام وعروج پر پہنچانے والے شاعر میر ببر علی انیس وہ ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔اُن کے مرثیے سوز و گداز، کردار نگاری اور جذبات نگاری کے بے مثال نمونے پیش کرتے ہیں۔

زیرِ تشریح شعر میں شاعر میر انیسؔ نے اس سانحۂ عظیم کے روز شدتِ گرمی کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس روز حضرت امام حسینؓ ہاتھ میں تلوار لیے حق کی صدا بن کر باطل کے سامنے اترے وہ دن دس محرم الحرام کا دن تھا۔ اس دن گرمی اپنے عروج پر تھی یوں لگتا تھا میدان کربلا کی گرمی حشر کی گرمی میں بدل گئی ہے اور سورج سوا نیزے پر اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ آ موجود ہوا۔ تین دن سے خانوادۂ رسول کے پیاسے افراد صبر و رضا کی تاریخ رقم کر چکے تھے۔ بقول مجید امجد:

سلام اُن پہ تہِ تیغ بھی جنھوں نے کہا
جو تیرا حکم، جو تیری رضا جو تو چاہے

اب امام حسینؓ دادِ شجاعت دینے کے لیے میدان میں اُتر رہے تھے۔ میر انیسؔ کہتے ہیں گرمی کا وہ عالم ہے کہ بیان سے باہر ہے کیونکہ اگر گرمی کی اس کیفیت کو بیان کرنے لگوں تو ڈر ہے زبان پر آئے الفاظ آگ کا کام دیں اور زبان شمع کی مانند جلنے نہ لگ جائے۔ ایک اور جگہ میدانِ کربلا کی گرمی کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ڈوبے ہوئے پسینوں میں ہیں غازیوں کے رخت
سنولا گئے ہیں رنگِ جوانانِ نیک بخت

زیرِ نظر شعر میں میر انیسؔ نے گرمی کی شدت کو مُبالغہ آرائی کے ساتھ اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ الفاظ میں بناوٹ کا شائبہ نہیں گزرتا۔ غرض یہ کہ یہ اس بات کا غماز ہے کہ میر انیس کو قدرتِ بیان پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبارت بریلوی کہتے ہیں:

''الفاظ ان کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ انیس الفاظ کے مزاج دان تھے انھیں علم تھا کہ کون سا لفظ کب، کہاں اور کس طرح استعمال کرنا ہے۔''

شعر 2۔

وہ لُو کہ اَلحذر، وہ حرارت کہ الاماں
رَن کی زمیں تو سرخ تھی اور زرد آسماں

حوالۂ شعر:۔ (U.B+A.B)

نظم کا عنوان : میدان کربلا میں گرمی کی شدت

شاعر کا نام : میر انیسؔ

ماخذ : کلیاتِ میر انیس

مفہوم : میدانِ کربلا میں جنگ کے روز گرمی سے زمین سرخ تھی جبکہ گرم ہوا نے آسمان کو زرد بنا رکھا تھا۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

لفظ مرثیے کے لغوی معنی کسی مرنے والے کی تعریف و توصیف بیان کرنا ہے لیکن فارسی اور اردو شاعری میں مرثیہ صرف واقعہ کربلا کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ بیت اور ان کے ساتھیوں کے مصائب و آلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مرثیے کی اس قسم کو مذہبی مرثیہ کہا جاتا ہے جب کہ قومی رہ نما کی وفات پر لکھا جانے والا مرثیہ رسمی مرثیہ اور کسی شہر، حکومت اور سلطنت کے اختتام پر لکھا جانے والا مرثیہ تشریفاتی مرثیہ کہلاتا ہے۔ مذہبی مرثیے کو بام عروج پر پہنچانے والے شاعر میر ببر علی انیس تھے۔ وہ ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔ اُن کے مرثیے سوز و گداز، کردار نگاری اور جذبات نگاری کے بے مثال نمونے پیش کرتے ہیں۔ تشریح طلب شعر انیسؔ کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے۔ جو اِن کے تخیل، منظر نگاری اور لفظی تصویر کشی کی عمدہ مثال ہے۔ جسے انیس نے مُسدّس کی ہیئت میں لکھ کر امر کر دیا ہے۔

www.ilmkidunya.com

زیرِ تشریح شعر میں شاعر میر انیسؔ میدان کربلا میں گرمی کی شدت کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب دس محرم الحرام کے روز حضرت امام حسین باطل کے سامنے دادِ شجاعت دینے کے لئے میدان میں اُتر رہے تھے اُس دن چلنے والی گرم ہوا اس قدر گرم تھی کہ انسان، حیوان، چرند، پرند سبھی اس گرمی سے خدا کی پناہ مانگتے تھے اور اُدھر سورج کی شدید تپش کی وجہ سے میدانِ کارزار اس طرح سرخ تھا جیسے کوئی گرم کیا ہوا لوہا جس پر پڑنے والی ہر شے جھلس اُٹھے۔
اسی نظم میں گرمی کی شدت کو بیان کرتے ہوئے مزید کہتے ہیں:

گرمی سے مُضطرب تھا زمانہ زمین پر
بھن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر

یہ تو زمین کا حال تھا دوسری طرف چلنے والی گرم لو نے آسمان کا بھی نقشہ بدل کر رکھ دیا تھا۔ اس گرم لُو نے آسمان کو یوں زرد کر رکھا تھا جیسے زمین کی تپش سے آسماں کو بخار چڑھا ہو اور اس کا رنگ زرد پڑ گیا ہو۔ لیکن سلام ہو امام حسینؓ پر جنھوں نے تشنہ لب سپاہ شام کا مقابلہ کیا اور باطل کے سامنے حق کو سُرخرو کیا۔ بقول انیسؔ

ہے تابش خور سے عرق فشاں رُخ گلفام
لب خشک ہیں پانی کا میسر نہیں اک جام
لو چلتی ہے خاک اڑتی ہے ظہر کا ہنگام
پیاسے پہ چلی آتی ہے اُمڈی سپاہ شام

غرض زیرِ نظر شعر میں میر انیسؔ نے گرمی کی شدت کو مُبالغہ آرائی کے ساتھ اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ الفاظ میں بناوٹ کا شائبہ نہیں گزرتا۔ غرض یہ کہ یہ اس بات کا غمّاز ہے کہ میر انیس کو قدرت بیان پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبارت بریلوی کہتے ہیں:

”الفاظ ان کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ انیس الفاظ کے مزاج دان تھے انھیں علم تھا کہ کون سا لفظ کب، کہاں اور کس طرح استعمال کرنا ہے۔“

شعر 3۔

(گوجرانوالہ بورڈ 15-2014) پہلا/دوسرا گروپ، (لاہور بورڈ 2014) دوسرا گروپ

آب خُنک کو خلق ترستی تھی خاک پر
گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

حوالۂ شعر:۔

(U.B+A.B)

نظم کا عنوان : میدان کربلا میں گرمی کی شدت

شاعر کا نام : میر انیسؔ

ماخذ : کلیات میر انیس

مفہوم : میدانِ کربلا میں گرمی کی اس قدر شدت تھی کہ یوں لگتا تھا جیسے آسمان سے آگ کی بارش ہو رہی ہو جب کہ مخلوق خدا قطرۂ آب کے لیے بے قرار تھی۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔

(U.B+A.B)

لفظ مرثیے کے لغوی معنی کسی مرنے والے کی تعریف و توصیف بیان کرنا ہے لیکن فارسی اور اردو شاعری میں مرثیہ صرف واقعہ کربلا کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ بیت اور ان کے ساتھیوں کے مَصائب و آلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مرثیے کی اس قسم کو مذہبی مرثیہ کہا جاتا ہے جب کہ قومی رہ نما کی وفات

www.ilmkidunya.com

پر لکھا جانے والا مرثیہ رسمی مرثیہ اور کسی شہر، حکومت اور سلطنت کے اختتام پر لکھا جانے والا مرثیہ تشریفاتی مرثیہ کہلاتا ہے۔ مذہبی مرثیے کو بام عروج پر پہنچانے والے شاعر میر ببر علی انیس تھے۔ وہ ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔ اُن کے مرثیے سوز و گداز، کردار نگاری اور جذبات نگاری کے بے مثال نمونے پیش کرتے ہیں۔ تشریح طلب شعر انیؔس کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے۔ جو اِن کے تخیل، منظر نگاری اور لفظی تصویر کشی کی عمدہ مثال ہے۔ اسے انیس نے مُسدّس کی ہیئت میں لکھ کر امر کر دیا ہے۔

واقعہ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک نہایت دردناک اور اہم ترین واقعہ ہے یہ وہ سانحۂ عظیم ہے جس میں نواسۂ رسول حضرت امام حسینؓ نے اپنا خانوادہ قربان کر کے دین کو نئے سرے سے زندہ کر دیا۔

؎ قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زیرِ تشریح شعر میں شاعر میر انیس بیان کرتے ہیں کہ دس محرم الحرام کے روز جب حضرت امام حسینؓ باطل کے سامنے دادِ شجاعت دینے کے لیے جا رہے تھے اُس روز گرمی اپنے عُروج پر تھی۔ ہوا بادِ سموم کا کام دے رہی تھی۔ جس سے محسوس ہوتا تھا جیسے آسمان سے آگ برس رہی ہے جب کہ دوسری طرف مخلوق خدا نہر فرات سے دور قطرۂ آب کے لیے بے قرار تھی۔

دراصل شدت گرمی سے قحط آب تو تھا ہی لیکن اس کے علاوہ نہر فرات پر یزیدی پہرے نے خانوادۂ رسول کو قطرے قطرے کے لیے بے قرار کر دیا تھا لیکن آفرین ہے سادات پر کہ پہروں کی تشنگی میں بھی ثابت قدم رہے بقول پروین شاکر:

؎ پہروں کی تشنگی پہ ثابت قدم رہوں
دشتِ بلا میں روح مجھے کربلائی دے

غرض یہ کہ زیرِ نظر شعر میں میر انیؔس نے گرمی کی شدت کو مُبالغہ آرائی کے ساتھ اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ الفاظ میں بناوٹ کا شائبہ نہیں گزرتا۔

یہ اس بات کا غماز ہے کہ میر انیس کو قدرت بیان پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبارت بریلوی کہتے ہیں:

”الفاظ ان کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ انیس الفاظ کے مزاج دان تھے
انھیں علم تھا کہ کون سا لفظ کب، کہاں اور کس طرح استعمال کرنا ہے۔“

شعر 4۔

وہ لُو، وہ آفتاب کی حدت، وہ تاب و تب
کالا تھا رنگ دھوپ کا مثالِ شب

حوالۂ شعر:۔ (U.B+A.B)

نظم کا عنوان : میدان کربلا میں گرمی کی شدت

شاعر کا نام : میر انیؔس

ماخذ : کلیات میر انیس

مفہوم : میدانِ کربلا میں جنگ کے روز سورج کی تپش اور گرم ہوا کی وجہ سے دن پر رات کا گمان ہو رہا تھا۔ (U.B+A.B)

www.ilmkidunya.com

تشریح:- (U.B+A.B)

لفظ مرثیے کے لغوی معنی کسی مرنے والے کی تعریف وتوصیف بیان کرنا ہے لیکن فارسی اور اردو شاعری میں مرثیہ صرف واقعہ کربلا کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ بیت اوران کے ساتھیوں کے مصائب وآلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مرثیے کی اس قسم کو مذہبی مرثیہ کہا جاتا ہے جب کہ قومی رہ نما کی وفات پر لکھا جانے والا مرثیہ رسمی مرثیہ اور کسی شہر، حکومت اور سلطنت کے اختتام پر لکھا جانے والا مرثیہ تشریفاتی مرثیہ کہلاتا ہے۔ مذہبی مرثیے کو بامِ عُروج پر پہنچانے والے شاعر میر ببر علی انیس تھے۔ وہ ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔ اُن کے مرثیے سوز وگداز، کردار نگاری اور جذبات نگاری کے بے مثال نمونے پیش کرتے ہیں۔ تشریح طلب شعر انیسؔ کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے۔ جو اِن کے تخیل، منظر نگاری اور لفظی تصویر کشی کی عمدہ مثال ہے۔ اِسے انیس نے مسدس کی ہیئت میں لکھ کر امر کر دیا ہے۔

واقعہ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک نہایت دردناک اور اہم ترین واقعہ ہے یہ وہ سانحۂ عظیم ہے جس میں نواسۂ رسول حضرت امام حسینؓ نے اپنا خانوادہ قربان کر کے دین کو نئے سرے سے زندہ کر دیا۔ بقول شاعر:

؎ قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زیرِ تشریح شعر میں شاعر میر انیسؔ میدان کربلا میں دس محرم الحرم کے روز گرمی کی شدت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب حضرت امام حسینؓ نے باطل کے سامنے دادِ شجاعت دینے کے لیے جا رہے تھے اُس وقت سورج عین سر پر چمک رہا تھا۔ جس کی حِدّت ہر ذی روح کو جھلسا رہی تھی اسی سورج کی تپش میں چلنے والی گرم ہوا نے گویا دن کے چہرے کو بھی جھلسا رکھا تھا اور بے حد گرمی کی وجہ سے آنکھیں خیرہ ہو رہی تھی گویا روشن دن رات کی تاریکی کا سماں پیش کر رہا تھا۔ لیکن اس بلا کی گرمی میں بھی حضرت امام حسینؓ سپاہِ شام کا مقابلہ کرنے کے لیے میدان کارزار میں اُترنے کو تیار تھے۔ بقول انیسؔ:

؎ ہے تابش خور سے عرق فشاں رُخ گلفام
لب خشک ہیں پانی کا میسر نہیں اک جام
لو چلتی ہے خاک اڑتی ہے ظہر کا ہنگام
پیاسے پہ چلی آتی ہے اُمڈی سپاہ شام کی

غرض یہ کہ زیرِ نظر شعر میں میر انیسؔ نے گرمی کی شدت کو مُبالغہ آرائی کے ساتھ اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ الفاظ میں بناوٹ کا شائبہ نہیں گزرتا۔ غرض یہ کہ یہ اس بات کا غماز ہے کہ میر انیس کو قدرت بیان پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبارت بریلوی کہتے ہیں:

”الفاظ ان کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ انیس الفاظ کے مزاج دان تھے انھیں علم تھا کہ کون سا لفظ کب، کہاں اور کس طرح استعمال کرنا ہے۔“

www.ilmkidunya.com www.ilmkidunya.com

شعر 5۔

خود نہر علقمہ کے بھی سوکھے ہوئے تھے لب
خیمے جو تھے حبابوں کے، تپتے تھے سب کے سب

حوالۂ شعر:۔ (U.B+A.B)

نظم کا عنوان	:	میدان کربلا میں گرمی کی شدت
شاعر کا نام	:	میر انیسؔ
ماخذ	:	کلیات میر انیس

مفہوم : میدانِ کربلا میں جنگ کے روز شدت گرمی سے فرات کے کنارے بھی سوکھے ہوئے تھے۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

لفظ مرثیے کے لغوی معنی کسی مرنے والے کی تعریف وتوصیف بیان کرنا ہے لیکن فارسی اور اردو شاعری میں مرثیہ صرف واقعہ کربلا کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ بیت اور ان کے ساتھیوں کے مصائب وآلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مرثیے کی اس قسم کو مذہبی مرثیہ کہا جاتا ہے جب کہ قومی رہ نما کی وفات پر لکھا جانے والا مرثیہ رسمی مرثیہ اور کسی شہر، حکومت اور سلطنت کے اختتام پر لکھا جانے والا مرثیہ تشریفاتی مرثیہ کہلاتا ہے۔ مذہبی مرثیے کو بامِ عُروج پر پہنچانے والے شاعر میر ببر علی انیس تھے۔ وہ ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔ اُن کے مرثیے سوز وگداز، کردار نگاری اور جذبات نگاری کے بے مثال نمونے پیش کرتے ہیں۔ تشریح طلب شعر انیسؔ کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے۔ جو ان کے تخیل، منظر نگاری اور لفظی تصویر کشی کی عمدہ مثال ہے۔ اِسے انیس نے مُسدّس کی ہیئت میں لکھ کر امر کر دیا ہے۔

واقعہ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک نہایت دردناک اور اہم ترین واقعہ ہے یہ وہ سانحۂ عظیم ہے جس میں نواسۂ رسول حضرت امام حسینؓ نے اپنا خانوادہ قربان کر کے دین کو نئے سِرے سے زندہ کر دیا۔

ؔ قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زیرِ تشریح شعر میں میر انیسؔ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام حسینؓ صبر و رضا کی تاریخ رقم کرنے کے لیے باطِل کو للکارتے ہوئے میدان جنگ میں اُتر رہے تھے اُس وقت گرمی اپنے عروج پر تھی آسمان کا سورج گویا آسمان سے آگ برسا رہا تھا جس کی تپش سے تمام چرند پرند جاں بلب تھے حتیٰ کہ دریائے فرات سے نکلنے والی نہرِ علقمہ بھی کناروں تک خشک ہو چکی تھی اور پانی کا کہیں نشان نہ تھا۔ اُدھر خانوادہ رسولؐ کے خیموں سے بھی العطش، العطش کی صدائیں آتی تھیں لیکن پانی نہ ملتا تھا گویا کہ ہر شے گرمی سے تپ رہی تھی اور پانی میسر نہ تھا اور صبر کی ایک کڑی آزمائش تھی جو خانوادۂ رسولؐ پر آن پڑی تھی۔ لیکن یہ تو محض ایک آزمائش تھی ورنہ پانی کی کیا مجال کے خانوادۂ رسول کو میسر نہ آئے۔ بقول محسن نقوی

ؔ سیلاب دیکھتا ہوں تو آتا ہے یہ خیال
پانی بھٹک رہا ہے تلاشِ حسینؓ میں

غرض یہ کہ زیرِ نظر شعر میں میر انیسؔ نے گرمی کی شدت کو مُبالغہ آرائی کے ساتھ اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ الفاظ میں بناوٹ کا شائبہ نہیں گزرتا۔ غرض یہ کہ یہ اس بات کا غماز ہے کہ میر انیس کو قدرت بیان پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبارت بریلوی کہتے ہیں:

”الفاظ ان کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ انیس الفاظ کے مزاج دان تھے انھیں علم تھا کہ کون سا لفظ کب، کہاں اور کس طرح استعمال کرنا ہے۔“

www.ilmkidunya.com

شعر 6۔
(لاہور بورڈ 2016) پہلا گروپ

اُڑتی تھی خاک، خشک تھا چشمۂ حیات کا
کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا

حوالۂ شعر:۔ (U.B+A.B)

نظم کا عنوان : میدان کربلا میں گرمی کی شدت

شاعر کا نام : میر انیسؔ

ماخذ : کلیات میر انیس

مفہوم: میدان کربلا میں شدت گرمی سے ہر طرف خاک اڑ رہی تھی اور دریائے فرات کا پانی ابل رہا تھا جس سے زندگی کے آثار معدوم ہو گئے تھے۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

لفظ مرثیے کے لغوی معنی کسی مرنے والے کی تعریف و توصیف بیان کرنا ہے لیکن فارسی اور اردو شاعری میں مرثیہ صرف واقعہ کربلا کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ بیت اور ان کے ساتھیوں کے مصائب و آلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مرثیے کی اس قسم کو مذہبی مرثیہ کہا جاتا ہے جب کہ قومی رہ نما کی وفات پر لکھا جانے والا مرثیہ رسمی مرثیہ اور کسی شہر، حکومت اور سلطنت کے اختتام پر لکھا جانے والا مرثیہ تشریفاتی مرثیہ کہلاتا ہے۔ مذہبی مرثیے کو بام عروج پر پہنچانے والے شاعر میر ببر علی انیس تھے۔ وہ ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔ اُن کے مرثیے سوز و گداز، کردار نگاری اور جذبات نگاری کے بے مثال نمونے پیش کرتے ہیں۔ تشریح طلب شعر انیسؔ کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے۔ جو اِن کے تخیل، منظر نگاری اور لفظی تصویر کشی کی عمدہ مثال ہے۔ اِسے انیس نے مسدس کی ہیئت میں لکھ کر امر کر دیا ہے۔

واقعہ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک نہایت دردناک اور اہم ترین واقعہ ہے یہ وہ سانحۂ عظیم ہے جس میں نواسۂ رسول حضرت امام حسینؓ نے اپنا خانوادہ قربان کر کے دین کو نئے سرے سے زندہ کر دیا۔

؎ قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زیرِ تشریح شعر میں میر انیسؔ بیان کرتے ہیں کہ میدان کربلا میں دسویں محرم الحرام کے روز جب امام حسینؓ باطل کے سامنے دادِ شجاعت وصول کرنے کے لیے تیار ہو رہے تھے اُس وقت گرمی اپنے عروج پر تھی۔ اس چٹیل میدان میں چلنے والی لُو میں ہر طرف دھول اڑ رہی تھی اور شدت گرمی سے ہر شے جھلس رہی تھی اُدھر دریائے فرات پر چمکتا ہوا سورج گویا آگ برسا رہا تھا جس سے دریائے فرات کا پانی پینے کے قابل تو درکنار ہاتھ لگانے کے قابل نہ تھا۔ سورج کی تپش سے اس کا پانی گویا اُبل رہا تھا۔ اور میدان کربلا میں آہستہ آہستہ زندگی کے آثار معدوم ہوتے جا رہے تھے۔ بقول شکیب جلالیؔ:

؎ ساحل تمام گردِ ندامت سے اٹ گیا
دریا سے کوئی آ کے جو پیاسا پلٹ گیا

غرض یہ کہ زیرِ نظر شعر میں میر انیسؔ نے گرمی کی شدت کو مُبالغہ آرائی کے ساتھ اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ الفاظ میں بناوٹ کا شائبہ نہیں گزرتا۔
غرض یہ کہ یہ اس بات کا غماز ہے کہ میر انیس کو قدرت بیان پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبارت بریلوی کہتے ہیں:

”الفاظ ان کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ انیس الفاظ کے مزاج دان تھے انھیں علم تھا کہ کون سا لفظ کب، کہاں اور کس طرح استعمال کرنا ہے۔“

www.ilmkidunya.com

شعر 7۔

جھیلوں سے چارپائے نہ اُٹھتے تھے تابہ شام
مسکن میں مچھلیوں کے سمندر کا تھا مقام

حوالۂ شعر:۔ (U.B+A.B)

نظم کا عنوان : میدان کربلا میں گرمی کی شدت

شاعر کا نام : میر انیسؔ

ماخذ : کلیات میر انیس

مفہوم : میدان کربلا میں جنگ کے روز اس قدر گرمی تھی کہ چارپائے شام ڈھلنے تک جھیلوں سے نہ اُٹھے تھے جب کہ مچھلیاں بھی سطح آب تک نہ آتی تھیں بلکہ گہرے پانی میں چھپ رہی تھیں۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

لفظ مرثیے کے لغوی معنی کسی مرنے والے کی تعریف وتوصیف بیان کرنا ہے لیکن فارسی اور اردو شاعری میں مرثیہ صرف واقعہ کربلا کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ بیت اور ان کے ساتھیوں کے مَصَائب وآلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مرثیے کی اس قسم کو مذہبی مرثیہ کہا جاتا ہے جب کہ قومی رہ نما کی وفات پر لکھا جانے والا مرثیہ رسمی مرثیہ اور کسی شہر، حکومت اور سلطنت کے اختتام پر لکھا جانے والا مرثیہ تشریفاتی مرثیہ کہلاتا ہے۔ مذہبی مرثیے کو بامِ عُروج پر پہنچانے والے شاعر میر ببر علی انیس تھے۔ وہ ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔ اُن کے مرثیے سوز وگداز، کردار نگاری اور جذبات نگاری کے بے مثال نمونے پیش کرتے ہیں۔ تشریح طلب شعر انیسؔ کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے۔ جو اِن کے تخیل، منظر نگاری اور لفظی تصویر کشی کی عمدہ مثال ہے۔ اِسے انیس نے مُسدّس کی ہیئت میں لکھ کر امر کر دیا ہے۔

واقعہ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک نہایت دردناک اور اہم ترین واقعہ ہے یہ وہ سانحۂ عظیم ہے جس میں نواسۂ رسول حضرت امام حسینؓ نے اپنا خانوادہ قربان کر کے دین کو نئے سرے سے زندہ کر دیا۔

؎ قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زیرِ تشریح شعر میں میر انیسؔ بیان کرتے ہیں کہ جس روز امام حسینؓ باطل کے سامنے دادِ شجاعت وصول کرنے جا رہے تھے اُس روز گرمی اپنے عُروج پر تھی سورج صبح ہی سے آگ برسانے لگا تھا۔ اور جب تک دوپہر ہوئی تھی ہر چرند پرند شدت گرمی سے نڈھال ہو چکا تھا انسان تو انسان مال مویشی اور جانوروں کا یہ حال تھا کہ وہ جھیلوں میں جا لیٹے تھے اور سورج ڈھلنے تک باہر نہ نکلے تھے دوسری طرف آبی مخلوق کو بھی قرار نہ تھا۔

مچھلیاں بھی اُس روز سطح آب تک نہ آئی تھیں بلکہ اُنھوں نے پانی کی اتھاہ گہرائی میں اپنا مَسکَن بنا لیا تھا غرض یہ کہ اس روز خشکی وتری پر موجود ہر ذِی روح شدت گرمی سے بُری طرح متاثر تھا۔ بقول انیسؔ

؎ آب رواں سے منہ نہ اُٹھاتے تھے جانور
جنگل میں چھپتے پھرتے تھے طائر ادھر اُدھر

غرض یہ کہ زیرِ نظر شعر میں میر انیسؔ نے گرمی کی شدت کو مُبالغہ آرائی کے ساتھ اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ الفاظ میں بناوٹ کا شائبہ نہیں گزرتا۔

یہ اس بات کا غماز ہے کہ میر انیس کو قدرت بیان پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبارت بریلوی کہتے ہیں:

''الفاظ ان کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ انیس الفاظ کے مزاج دان تھے
انھیں علم تھا کہ کون سا لفظ کب، کہاں اور کس طرح استعمال کرنا ہے۔''

شعر 8۔

آہو جو کاہلے تھے تو چیتے سیاہ فام
پتھر پگھل کے رہ گئے تھے مثلِ مومِ خام

حوالۂ شعر:۔ (U.B+A.B)

نظم کا عنوان	:	میدان کربلا میں گرمی کی شدت
شاعر کا نام	:	میر انیسؔ
ماخذ	:	کلیات میر انیس

مفہوم : میدان کربلا میں شدت گرمی سے ہرن بھی نِڈھال ہوگئے تھے جب کہ پتھر شدت گرمی سے صورتِ موم پگھل رہے تھے۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

لفظ مرثیے کے لغوی معنی کسی مرنے والے کی تعریف وتوصیف بیان کرنا ہے لیکن فارسی اور اردو شاعری میں مرثیہ صرف واقعہ کربلا کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ بیت اور ان کے ساتھیوں کے مصائب وآلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مرثیے کی اس قسم کو مذہبی مرثیہ کہا جاتا ہے جب کہ قومی رہنما کی وفات پر لکھا جانے والا مرثیہ رسمی مرثیہ اور کسی شہر، حکومت اور سلطنت کے اختتام پر لکھا جانے والا مرثیہ تشریفاتی مرثیہ کہلاتا ہے۔ مذہبی مرثیے کو بامِ عُروج پر پہنچانے والے شاعر میر ببر علی انیس تھے۔ وہ ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔ اُن کے مرثیے سوز وگداز، کردار نگاری اور جذبات نگاری کے بے مثال نمونے پیش کرتے ہیں۔ تشریح طلب شعر انیسؔ کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے۔ جو اِن کے تخیل، منظر نگاری اور لفظی تصویر کشی کی عمدہ مثال ہے۔ اِسے انیس نے مسدس کی ہیئت میں لکھ کر امر کر دیا ہے۔

واقعہ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک نہایت دردناک اور اہم ترین واقعہ ہے یہ وہ سانحۂ عظیم ہے جس میں نواسۂ رسول حضرت امام حسینؓ نے اپنا خانوادہ قربان کر کے دین کو نئے سرے سے زندہ کر دیا۔

؎ قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زیرِ تشریح شعر میں میر انیسؔ بیان کرتے ہیں کہ جس روز میدان کربلا میں حق وباطل کا معرکۂ عظیم برپا ہوا اُس روز گرمی اپنے عروج پر تھی۔ چرند، پرند، انسان، حیوان سبھی بُری طرح نڈھال ہو چکے تھے جب کہ شدت گرمی کا یہ عالم تھا کہ پتھر بھی موم کی مانند پگھلے ہوئے محسوس ہوتے تھے۔ میر انیسؔ کو مُبالغہ آرائی میں ملکہ حاصل ہے اس شعر میں انھوں نے پتھروں کا صورت موم پگھلنا قرار دے کر دلچسپ مبالغہ کا مظاہرہ کیا ہے۔

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com

شعر9۔

سُرخی اُڑی تھی پھولوں سے، سبزی گیاہ سے
پانی کنوؤں میں اُترا تھا، سائے کی چاہ سے

حوالۂ شعر:۔ (U.B+A.B)

نظم کا عنوان	:	میدان کربلا میں گرمی کی شدت
شاعر کا نام	:	میر انیسؔ
ماخذ	:	کلیاتِ میر انیس

مفہوم: میدان کربلا میں شدت گرمی سے نباتات بھی مرجھا رہے تھے پھولوں کی سرخی اور گھاس کی ہریالی اُڑ گئی تھی جب کہ کنوؤں میں پانی سوکھ چکا تھا۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

لفظ مرثیے کے لُغوی معنی کسی مرنے والے کی تعریف وتوصیف بیان کرنا ہے لیکن فارسی اور اردو شاعری میں مرثیہ صرف واقعہ کربلا کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ بیت اور ان کے ساتھیوں کے مصائب وآلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مرثیے کی اس قسم کو مذہبی مرثیہ کہا جاتا ہے جب کہ قومی رہنما کی وفات پر لکھا جانے والا مرثیہ رسمی مرثیہ اور کسی شہر، حکومت اور سلطنت کے اختتام پر لکھا جانے والا مرثیہ تشریفاتی مرثیہ کہلاتا ہے۔ مذہبی مرثیے کو بامِ عروج پر پہنچانے والے شاعر میر ببر علی انیس تھے۔ وہ ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔ اُن کے مرثیے سوز وگداز، کردار نگاری اور جذبات نگاری کے بے مثال نمونے پیش کرتے ہیں۔ تشریح طلب شعر انیسؔ کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے۔ جو اِن کے تخیل، منظر نگاری اور لفظی تصویرکشی کی عمدہ مثال ہے۔ اِسے انیس نے مُسدّس کی ہیئت میں لکھ کر امر کر دیا ہے۔

واقعہ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک نہایت دردناک اور اہم ترین واقعہ ہے یہ وہ سانحۂ عظیم ہے جس میں نواسۂ رسول حضرت امام حسینؓ نے اپنا خانوادہ قربان کر کے دین کو نئے سرے سے زندہ کر دیا۔

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زیرِ تشریح شعر میں شاعر میر انیسؔ بیان کرتے ہیں کہ میدانِ کربلا میں جس روز حضرت امام حسینؓ باطل کے سامنے حق کی صدا بلند کرنے کے لئے میدانِ کارزار میں اُترے اُس روز گرمی اپنے عُروج پر تھی سورج کی تپش نے پھولوں کی سُرخی اور گھاس کی ہریالی چھین لی تھی اور ہر جگہ خزاں کا ڈیرہ تھا۔ جب کہ دوسری طرف سورج کی تپش نے پانی کے ذخیروں سے بھی پانی کا خاتمہ کر دیا تھا۔ جو کنویں پانی سے بھرے رہتے تھے۔ اُن کا پانی بھی اُس دن اپنے سائے سے نیچے اُتر چکا تھا۔ گویا کہ گرمی کی شدت نے ہر شے کو متاثر کیا تھا۔ یوں ایک طرح سے اہلِ بیت کے لیے یہ کڑی آزمائش کا وقت تھا۔ بقول پروین شاکر

پہروں کی تشنگی پہ ثابت قدم رہوں
دشتِ بلا میں روح مجھے کربلائی دے

غرض یہ کہ زیرِ نظر شعر میں میر انیسؔ نے گرمی کی شدت کو مُبالغہ آرائی کے ساتھ اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ الفاظ میں بناوٹ کا شائبہ نہیں گزرتا۔ جو اس بات کا غماز ہے کہ میر انیس کو قدرتِ بیان پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبارت بریلوی کہتے ہیں:

''الفاظ ان کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ انیس الفاظ کے مزاج دان تھے انھیں علم تھا کہ کون سا لفظ کب، کہاں اور کس طرح استعمال کرنا ہے۔''

www.ilmkidunya.com

شعر 10۔

کوسوں کسی شجر میں نہ گُل تھے نہ برگ و بار
ایک ایک نخل جل رہا تھا صورت چنار

حوالۂ شعر:۔ (U.B+A.B)

نظم کا عنوان : میدان کربلا میں گرمی کی شدت

شاعر کا نام : میر انیسؔ

ماخذ : کلیات میر انیس

مفہوم : میدان کربلا میں روزِ جنگ گرمی اپنے عُروج پر تھی جس کی وجہ سے میلوں تک کسی درخت پر پھل پھول نظر نہ آتے تھے جبکہ درخت صورت چنار جل رہے تھے۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

لفظ مرثیے کے لغوی معنی کسی مرنے والے کی تعریف وتوصیف بیان کرنا ہے لیکن فارسی اور اردو شاعری میں مرثیہ صرف واقعہ کربلا کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ بیت اور ان کے ساتھیوں کے مَصائب وآلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مرثیے کی اس قسم کو مذہبی مرثیہ کہا جاتا ہے جب کہ قومی رہ نما کی وفات پر لکھا جانے والا مرثیہ رسمی مرثیہ اور کسی شہر، حکومت اور سلطنت کے اختتام پر لکھا جانے والا مرثیہ تشریفاتی مرثیہ کہلاتا ہے۔ مذہبی مرثیے کو بام عروج پر پہنچانے والے شاعر میر ببر علی انیس تھے۔ وہ ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔ اُن کے مرثیے سوز وگداز، کردار نگاری اور جذبات نگاری کے بے مثال نمونے پیش کرتے ہیں۔ تشریح طلب شعر انیسؔ کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے۔ جو اِن کے تخیل، منظر نگاری اور لفظی تصویر کشی کی عمدہ مثال ہے۔ اِسے انیس نے مسدس کی ہیئت میں لکھ کر امر کر دیا ہے۔

واقعہ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک نہایت دردناک اور اہم ترین واقعہ ہے یہ وہ سانحۂ عظیم ہے جس میں نواسۂ رسول حضرت امام حسینؓ نے اپنا خانوادہ قربان کر کے دین کو نئے سرے سے زندہ کر دیا۔

ے قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زیرِ تشریح شعر میں میر انیسؔ بیان کرتے ہیں کہ جس روز امامِ حسینؓ باطل کے سامنے سچائی اور حق کی صدا بلند کرنے میدان کارزار میں اُتر رہے تھے اُس روز گرمی اپنے عروج پر تھی جس سے نَباتات وجمَادات بری طرح متاثر ہوئے تھے۔ سورج کی حِدّت نے میلوں پھیلے ہوئے اس میدان میں دور دور تک زندگی کے آثار ناپید کر دیتے تھے۔ درخت صورتِ چنار جلتے ہوئے محسوس ہوتے تھے جبکہ ان کے اوپر پھل پھول کے کوئی آثار نظر نہ آتے تھے۔ دراصل چنار کے پتوں کا رنگ سرخ ہوتا ہے میر انیسؔ نے ان پتوں کی سرخی کو آگ سے تشبیہ دے کر زبردست مبالغہ آرائی کی ہے۔ بقول انیسؔ:

ے ہنستا تھا نہ کوئی گل نہ لہکتا تھا سبزہ زار
کانٹا ہوئی تھی سوکھ کے ہر شاخِ باردار

غرض یہ کہ زیرِ نظر شعر میں میر انیسؔ نے گرمی کی شدت کو مُبَالغہ آرائی کے ساتھ اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ الفاظ میں بناوٹ کا شائبہ نہیں گزرتا۔ جو اس بات کا غماز ہے کہ میر انیس کو قدرت بیان پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبارت بریلوی کہتے ہیں:

”الفاظ ان کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ انیس الفاظ کے مزاج دان تھے انھیں علم تھا کہ کون سا لفظ کب، کہاں اور کس طرح استعمال کرنا ہے۔“

www.ilmkidunya.com

شعر 11۔

ہنستا تھا نہ کوئی گل نہ لہکتا تھا سبزہ زار
کانٹا ہوئی تھی سوکھ کے ہر شاخِ باردار

حوالہ شعر:۔ (U.B+A.B)

نظم کا عنوان : میدان کربلا میں گرمی کی شدت

شاعر کا نام : میر انیسؔ

ماخذ : کلیات میر انیس

مفہوم : میدانِ کربلا میں روز جنگ گرمی کی شدت اس قدر تھی کہ اُس روز کوئی پھول نہ کھلا تھا اور نہ ہی کسی درخت پر کوئی پھل آیا تھا جبکہ سبزہ زار بھی مرجھائے پڑے تھے۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

لفظ مرثیے کے لغوی معنی کسی مرنے والے کی تعریف و توصیف بیان کرنا ہے لیکن فارسی اور اردو شاعری میں مرثیہ صرف واقعہ کربلا کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ بیت اور ان کے ساتھیوں کے مصائب و آلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مرثیے کی اس قسم کو مذہبی مرثیہ کہا جاتا ہے جب کہ قومی رہنما کی وفات پر لکھا جانے والا مرثیہ رسمی مرثیہ اور کسی شہر، حکومت اور سلطنت کے اختتام پر لکھا جانے والا مرثیہ تشریفاتی مرثیہ کہلاتا ہے۔ مذہبی مرثیے کو بام عروج پر پہنچانے والے شاعر میر ببر علی انیس تھے۔ وہ ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔ اُن کے مرثیے سوز و گداز، کردار نگاری اور جذبات نگاری کے بے مثال نمونے پیش کرتے ہیں۔ تشریح طلب شعر انیسؔ کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے۔ جو اِن کے تخیل، منظر نگاری اور لفظی تصویر کشی کی عمدہ مثال ہے۔ اِسے انیس نے مسدس کی ہیئت میں لکھ کر امر کر دیا ہے۔

واقعہ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک نہایت دردناک اور اہم ترین واقعہ ہے یہ وہ سانحۂ عظیم ہے جس میں نواسۂ رسول حضرت امام حسینؓ نے اپنا خانوادہ قربان کر کے دین کو نئے سرے سے زندہ کر دیا۔

؎ قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زیرِ تشریح شعر میں شاعر میر انیسؔ بیان کرتے ہیں کہ جس روز حضرت امام حسینؓ میدان کربلا میں باطل کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنے جا رہے تھے اُس روز گرمی اپنے عروج پر تھی۔ اُس روز چرند پرند، انسان حیوان اور جمادات و نباتات سبھی گرمی سے متاثر تھے۔ خصوصاً درختوں اور پھلوں پھولوں پر خزاں کے ڈیرے تھے۔ اُس روز شدت گرمی سے کوئی کوئی پھول کسی شاخ پر نہ جھولا تھا اور نہ ہی کسی درخت پر کوئی پھل لگا تھا جب کہ سبزہ زاروں کی گھاس بھی سوکھ چکی تھی غرض یہ کہ سورج نے اپنی تپش سے پھل پھول اور ہریالی کا خاتمہ کر دیا تھا۔ بقول میر انیسؔ

؎ کوسوں کسی شجر میں نہ گُل تھے نہ برگ و بار
ایک ایک نخل جل رہا تھا صورتِ چنار

غرض یہ کہ زیرِ نظر شعر میں میر انیسؔ نے گرمی کی شدت کو مُبالغہ آرائی کے ساتھ اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ الفاظ میں بناوٹ کا شائبہ نہیں گزرتا۔ یہ اس بات کا غماز ہے کہ میر انیس کو قدرت بیان پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبارت بریلوی کہتے ہیں:

''الفاظ ان کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ انیس الفاظ کے مزاج دان تھے انھیں علم تھا کہ کون سا لفظ کب، کہاں اور کس طرح استعمال کرنا ہے۔''

شعر 12۔ (لاہور بورڈ 2014) پہلا گروپ

گرمی یہ تھی کہ زیست سے دل سب کے سرد تھے
پتے بھی مثل چہرہ مدقوق زرد تھے

حوالۂ شعر:۔ (U.B+A.B)

نظم کا عنوان : میدان کربلا میں گرمی کی شدت

شاعر کا نام : میر انیسؔ

ماخذ : کلیات میر انیس

مفہوم : میدانِ کربلا میں روز جنگ کو ایسی گرمی پڑی تھی کہ ہر ایک کا دل زندگی سے بھر چکا تھا جب کہ درختوں کے پتے زرد چہروں کی طرح مرجھائے ہوئے تھے۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

لفظ مرثیے کے لغوی معنی کسی مرنے والے کی تعریف وتوصیف بیان کرنا ہے لیکن فارسی اور اردو شاعری میں مرثیہ صرف واقعہ کربلا کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ بیت اور ان کے ساتھیوں کے مصائب وآلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مرثیے کی اس قسم کو مذہبی مرثیہ کہا جاتا ہے جب کہ قومی رہ نما کی وفات پر لکھا جانے والا مرثیہ رسمی مرثیہ اور کسی شہر، حکومت اور سلطنت کے اختتام پر لکھا جانے والا مرثیہ تشریفاتی مرثیہ کہلاتا ہے۔ مذہبی مرثیے کو بام عروج پر پہنچانے والے شاعر میر ببر علی انیس تھے۔ وہ ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔ اُن کے مرثیے سوز وگداز، کردار نگاری اور جذبات نگاری کے بے مثال نمونے پیش کرتے ہیں۔ تشریح طلب شعر انیسؔ کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے۔ جو اِن کے تَخیّل منظر نگاری اور لفظی تصویر کشی کی عمدہ مثال ہے۔ جِسے انیس نے مُسدّس کی ہیئت میں لکھ کر اَمر کر دیا ہے۔

واقعہ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک نہایت دردناک اور اہم ترین واقعہ ہے یہ وہ سانحۂ عظیم ہے جس میں نواسۂ رسول حضرت امام حسینؓ نے اپنا خانوادہ قربان کر کے دین کو نئے سرے سے زندہ کر دیا۔

ے قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زیرِ تشریح شعر میں میر انیسؔ بیان کرتے ہیں کہ میدان کربلا میں جنگ کے روز جب حضرت امام حسینؓ باطل کے سامنے صدائے حق بلند کرنے جا رہے تھے اُس روز گرمی شباب پر تھی۔ سورج اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ آسمان پر یوں چمک رہا تھا جیسے آگ برسا رہا ہو۔ یہی آگ میدان کربلا میں ہر ذی روح کو زندگی کو جُھلسا رہی تھی اور زندگی رفتہ رفتہ مَعدُوم ہو رہی تھی یوں لگتا تھا کہ جیسے سورج کی تپش نے ہر ایک سے زندگی چھیننے کی ٹھان رکھی ہو۔ درختوں کے پتے بھی دِق کے مریض کی طرح نظر آتے تھے۔

گویا جنگ کے دن میدان کربلا میں ایسی گرمی تھی کہ بس خدا کی پناہ! ہر شے گرمی کے زیر اثر بری طرح نڈھال تھی۔ بقول انیسؔ

ے مردم تھے سات پردوں کے اندر عرق میں تر
خس خانۂ مژہ سے نکلتی تھی نہ نظر

www.ilmkidunya.com

غرض یہ کہ زیرِ نظر شعر میں میر انیسؔ نے گرمی کی شدت کو مُبالغہ آرائی کے ساتھ اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ الفاظ میں بناوٹ کا شائبہ نہیں گزرتا۔

یہ اس بات کا غماز ہے کہ میر انیس کو قدرت بیان پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبارت بریلوی کہتے ہیں:

''الفاظ ان کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ انیس الفاظ کے مزاج دان تھے
انھیں علم تھا کہ کون سا لفظ کب، کہاں اور کس طرح استعمال کرنا ہے۔''

شعر 13۔

شیر اُٹھتے نہ تھے دھوپ کے مارے کچھار سے
آہُو نہ منہ نکالتے تھے سبزہ زار سے

حوالۂ شعر:۔ (U.B+A.B)

نظم کا عنوان : میدان کربلا میں گرمی کی شدت

شاعر کا نام : میر انیسؔ

ماخذ : کلیاتِ میر انیس

مفہوم : میدان کربلا میں روزِ جنگ ایسی گرمی تھی کہ شیر اپنی کھچار سے اور ہرن سَبزہ زار سے باہر نہ نکلتے تھے۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

لفظ مرثیے کے لغوی معنی کسی مرنے والے کی تعریف و توصیف بیان کرنا ہے لیکن فارسی اور اردو شاعری میں مرثیہ صرف واقعہ کربلا کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ بیت اور ان کے ساتھیوں کے مصائب و آلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مرثیے کی اس قسم کو مذہبی مرثیہ کہا جاتا ہے جب کہ قومی رہ نما کی وفات پر لکھا جانے والا مرثیہ رسمی مرثیہ اور کسی شہر، حکومت اور سلطنت کے اختتام پر لکھا جانے والا مرثیہ تشریفاتی مرثیہ کہلاتا ہے۔ مذہبی مرثیے کو بام عروج پر پہنچانے والے شاعر میر ببر علی انیس تھے۔ وہ ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔ اُن کے مرثیے سوز و گداز، کردار نگاری اور جذبات نگاری کے بے مثال نمونے پیش کرتے ہیں۔ تشریح طلب شعر انیسؔ کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے۔ جو اِن کے تَخیّل، منظر نگاری اور لفظی تصویر کاری کی عمدہ مثال ہے۔ اِسے انیس نے مَسدّس کی ہیئت میں لکھ کر امر کر دیا ہے۔

واقعہ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک نہایت دَردناک اور اہم ترین واقعہ ہے یہ وہ سانحۂ عظیم ہے جس میں نواسۂ رسول حضرت امام حسینؓ نے اپنا خانوادہ قربان کر کے دین کو نئے سرے سے زندہ کر دیا۔

؎ قتلِ حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زیرِ تشریح شعر میں شاعر میر انیسؔ بیان کرتے ہیں کہ میدان کربلا میں روزِ جنگ گرمی اپنے عروج پر تھی اس گرمی کی وجہ سے چرند پرند، انسان حیوان سبھی بری طرح نڈھال تھے۔ حتیٰ کہ شیر اور ہرن جو دَشتِ نورد ہوتے ہیں اور موسم کی سختیاں جھیلنے کے عادی ہوتے ہیں وہ بھی اس روز باہر نکلنے سے قاصر تھے۔ گرمی کی شدت اس قدر تھی کہ شیر اپنی کچھار سے باہر نہ نکلتے تھے جب کہ ہرن بھی سبزہ زاروں سے باہر نکلنے کی جرأت نہ کر رہے تھے گویا گرمی کی شدت نے انسان تو انسان حیوانات کو بھی بری طرح متاثر کیا تھا۔ بقول میر انیسؔ

؎ آب رواں سے منہ نہ اٹھاتے تھے جانور
جنگل میں چھپتے پھرتے تھے طائر اِدھر اُدھر

غرض یہ کہ زیرِ نظر شعر میں میر انیسؔ نے گرمی کی شدت کو مبالغہ آرائی کے ساتھ اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ الفاظ میں بناوٹ کا شائبہ نہیں گزرتا۔
یہ اس بات کا غماز ہے کہ میر انیس کو قدرت بیان پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبارت بریلوی کہتے ہیں:

"الفاظ ان کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ انیس الفاظ کے مزاج دان تھے انھیں علم تھا کہ کون سا لفظ کب، کہاں اور کس طرح استعمال کرنا ہے۔"

شعر 14۔

آئینہ مہر کا تھا مکدر غبار سے
گردوں کو تپ چڑھی تھی زمین کے بخار سے

حوالہ شعر:۔ (U.B+A.B)

نظم کا عنوان : میدان کربلا میں گرمی کی شدت
شاعر کا نام : میر انیسؔ
ماخذ : کلیات میر انیس

مفہوم : میدان کربلا میں جنگ کے روز اس قدر گرمی اور اُڑتی ہوئی دھول تھی کہ آفتاب کا چہرہ بھی دُھندلا گیا تھا جب کہ آسماں یوں گرمی برسا رہا تھا جیسے زمین کی تپش سے اسے بخار آ گیا ہو۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

لفظ مرثیے کے لغوی معنی کسی مرنے والے کی تعریف و توصیف بیان کرنا ہے لیکن فارسی اور اردو شاعری میں مرثیہ صرف واقعہ کربلا کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ بیت اور ان کے ساتھیوں کے مصائب و آلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مرثیے کی اس قسم کو مذہبی مرثیہ کہا جاتا ہے جب کہ قومی رہ نما کی وفات پر لکھا جانے والا مرثیہ رسمی مرثیہ اور کسی شہر، حکومت اور سلطنت کے اختتام پر لکھا جانے والا مرثیہ تشریفاتی مرثیہ کہلاتا ہے۔ مذہبی مرثیے کو بامِ عُروج پر پہنچانے والے شاعر میر ببر علی انیس تھے۔ وہ ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔ اُن کے مرثیے سوز و گداز، کردار نگاری اور جذبات نگاری کے بے مثال نمونے پیش کرتے ہیں۔ تشریح طلب شعر انیسؔ کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے۔ جو اِن کے تخیل، منظر نگاری اور لفظی تصویر کشی کی عمدہ مثال ہے۔ اِسے انیس نے مَسدّس کی ہیئت میں لکھ کر امر کر دیا ہے۔

واقعہ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک نہایت دردناک اور اہم ترین واقعہ ہے یہ وہ سانحۂ عظیم ہے جس میں نواسۂ رسول حضرت امام حسینؓ نے اپنا خانوادہ قربان کر کے دین کو نئے سرے سے زندہ کر دیا۔

؎ قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زیرِ تشریح شعر میں میر انیسؔ بیان کرتے ہیں کہ جس روز حضرت امام حسینؓ نے باطل کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنے کے لئے میدان کارزار کا رخ کیا اُس روز گرمی اپنے عُروج پر تھی۔ سورج اپنی تمام تر خشر سامانیوں کے ساتھ زمین پر آگ برسا رہا تھا جبکہ میدان کربلا میں گھوڑوں کی ٹاپوں سے اُڑنے والی دھول آسمان کو اس قدر دھندلا بنا رہی تھی کہ سورج کا چہرہ بھی واضح نظر نہ آتا تھا۔ جبکہ زمین کی تپش سے فضا میں ایسی گرمی تھی کہ جیسے زمین کی اس تپش سے آسماں کسی بخار میں مبتلا ہو کر گرمی برسا رہا ہو۔ بقول انیسؔ:

؎ وہ لُو، وہ آفتاب کی حدت، وہ تاب و تب
کالا تھا رنگ دھوپ سے دن کا مثالِ شب

شعر15۔

(گوجرانوالہ بورڈ2015)پہلا گروپ

گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر
بُھن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر

حوالۂ شعر:۔

(U.B+A.B)

نظم کا عنوان : میدان کربلا میں گرمی کی شدت

شاعر کا نام : میر انیسؔ

ماخذ : کلیات میر انیس

مفہوم : میدان کربلا میں روزِ جنگ ایسی گرمی تھی کہ ہر ذی روح بے قرار و بے چین نظر آتا تھا جب کہ زمین اس قدر تپی ہوئی تھی کہ اس پر گرنے والا دانہ بھی بھن جاتا تھا۔

(U.B+A.B)

تشریح:۔

(U.B+A.B)

لفظ مرثیے کے لغوی معنی کسی مرنے والے کی تعریف و توصیف بیان کرنا ہے لیکن فارسی اور اردو شاعری میں مرثیہ صرف واقعہ کربلا کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ بیت اور ان کے ساتھیوں کے مصائب و آلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مرثیے کی اس قسم کو مذہبی مرثیہ کہا جاتا ہے جب کہ قومی رہنما کی وفات پر لکھا جانے والا مرثیہ رسمی مرثیہ اور کسی شہر، حکومت اور سلطنت کے اختتام پر لکھا جانے والا مرثیہ تشریفاتی مرثیہ کہلاتا ہے۔ مذہبی مرثیے کو بام عروج پر پہنچانے والے شاعر میر ببر علی انیس تھے۔ وہ ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔ اُن کے مرثیے سوز و گداز، کردار نگاری اور جذبات نگاری کے بے مثال نمونے پیش کرتے ہیں۔ تشریح طلب شعر انیسؔ کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے۔ جو ان کے تخیل، منظر نگاری اور لفظی تصویر کشی کی عمدہ مثال ہے۔ اِسے انیس نے مُسدّس کی ہیئت میں لکھ کر امر کر دیا ہے۔

واقعہ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک نہایت دردناک اور اہم ترین واقعہ ہے یہ وہ سانحۂ عظیم ہے جس میں نواسۂ رسول حضرت امام حسینؓ نے اپنا خانوادہ قربان کر کے دین کو نئے سرے سے زندہ کر دیا۔

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زیرِ تشریح شعر میں شاعر میر انیسؔ میدان کربلا میں گرمی کی شدت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس روز امام حسینؓ باطل کے خلاف صدائے حق بلند کرنے کے لئے میدان کارزار میں اُتر رہے تھے اُس روز گرمی اپنے عروج پر تھی وہ ایسی گرمی تھی کہ خدا کی پناہ! ہر ذی روح گرمی سے نڈھال اور بے قرار نظر آتا تھا۔ جاں بلب انسان العطش العطش پکارتے تھے۔ لیکن پانی میسر نہ تھا جبکہ گرمی کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی دانہ بھی زمین پر پڑتا تھا تو یوں بُھن جاتا جیسے اسے کسی بھٹی میں جھونک دیا گیا ہو۔

غرض یہ کہ زیرِ نظر شعر میں میر انیسؔ نے گرمی کی شدت کو مُبالغہ آرائی کے ساتھ اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ الفاظ میں بناوٹ کا شائبہ نہیں گزرتا۔ یہ اس بات کا غماز ہے کہ میر انیس کو قدرت بیان پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی کہتے ہیں:

”الفاظ ان کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ انیس الفاظ کے مزاج دان تھے انھیں علم تھا کہ کون سا لفظ کب، کہاں اور کس طرح استعمال کرنا ہے۔“

www.ilmkidunya.com

شعر 16۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2014) دوسرا گروپ

گرداب پر تھا شعلہ جوالہ کا گماں
انگارے تھے حباب تو پانی شرر فشاں

حوالۂ شعر:۔ (U.B+A.B)

نظم کا عنوان : میدان کربلا میں گرمی کی شدت
شاعر کا نام : میر انیسؔ
ماخذ : کلیات میر انیس

مفہوم : میدان کربلا میں بہنے والے دریائے فرات میں بننے والے منجدھار پر آگ کے شعلوں کا گماں ہوتا تھا جبکہ اس پر ابھرنے والے بلبلے بھی آگ کی چنگاریوں کے مانند نظر آتے تھے۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

لفظ مرثیے کے لغوی معنی کسی مرنے والے کی تعریف و توصیف بیان کرنا ہے لیکن فارسی اور اردو شاعری میں مرثیہ صرف واقعہ کربلا کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ بیت اور ان کے ساتھیوں کے مصائب و آلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مرثیے کی اس قسم کو مذہبی مرثیہ کہا جاتا ہے جب کہ قومی رہ نما کی وفات پر لکھا جانے والا مرثیہ رسمی مرثیہ اور کسی شہر، حکومت اور سلطنت کے اختتام پر لکھا جانے والا مرثیہ تشریفاتی مرثیہ کہلاتا ہے۔ مذہبی مرثیے کو بامِ عُروج پر پہنچانے والے شاعر میر ببر علی انیس تھے۔ وہ ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔ اُن کے مرثیے سوز و گداز، کردار نگاری اور جذبات نگاری کے بے مثال نمونے پیش کرتے ہیں۔ تشریح طلب شعر انیسؔ کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے۔ جو اِن کے تخیل، منظر نگاری اور لفظی تصویر کشی کی عمدہ مثال ہے۔ اِسے انیس نے مُسدّس کی ہیئت میں لکھ کر امر کر دیا ہے۔

واقعہ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک نہایت دردناک اور اہم ترین واقعہ ہے یہ وہ سانحۂ عظیم ہے جس میں نواسۂ رسول حضرت امام حسینؓ نے اپنا خانوادہ قربان کر کے دین کو نئے سرے سے زندہ کر دیا۔

؎ قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زیرِ تشریح شعر میں انیسؔ نے میدان کربلا میں بہنے والے دریائے فرات پر گرمی کی شدت کو بیان کرنے کے لیے الفاظ کی جادوگری دکھائی ہے انیسؔ کو اس فن میں ملکہ حاصل ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جس روز امام حسینؓ میدانِ کارزار میں باطل کے خلاف صدائے حق بلند کرنے اُتر رہے تھے۔ اُس روز گرمی اپنے عروج پر تھی جس کی وجہ سے دریائے فرات کا پانی بھی کھولتا ہوا نظر آیا تھا اُس روز اس میں بننے والا گرداب کسی آتش فشاں کی طرح محسوس ہوتا تھا جب کہ پانی کے بلبلوں پر انگاروں اور چھینٹوں پر چنگاریوں کا گمان ہوتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود فرات کی موجیں پیاسوں کی تشنہ لبی پر بے قرار تھیں۔ بقول انیسؔ

؎ پیاسی جو تھی سپاہ خدا تین رات کی
ساحل سے سر پٹکتی تھیں موجیں فرات کی

غرض یہ کہ زیرِ نظر شعر میں میر انیسؔ نے گرمی کی شِدّت کو مُبالغہ آرائی کے ساتھ اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ الفاظ میں بناوٹ کا شائبہ نہیں گزرتا۔ یہ اس بات کا غماز ہے کہ میر انیس کو قدرت بیان پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبارت بریلوی کہتے ہیں:

"الفاظ ان کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ انیس الفاظ کے مزاج دان تھے
انھیں علم تھا کہ کون سا لفظ کب، کہاں اور کس طرح استعمال کرنا ہے۔"

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com

شعر 17۔

منہ سے نکل پڑی تھی ہر ایک موج کی زباں
تہ پر تھے سب نہنگ، مگر تھی لبوں پہ جاں

حوالۂ شعر:۔ (U.B+A.B)

نظم کا عنوان : میدان کربلا میں گرمی کی شدت
شاعر کا نام : میر انیسؔ
ماخذ : کلیات میر انیس

مفہوم : میدان کربلا روزِ جنگ اس قدر گرمی تھی کہ دریائے فرات کی لہریں یوں بے تاب تھیں جیسے شدت پیاس سے کوئی پیاسا زباں نکالے ہوئے ہو جبکہ مگرمچھ بھی جان بلب نظر آتے تھے۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

لفظ مرثیے کے لغوی معنی کسی مرنے والے کی تعریف وتوصیف بیان کرنا ہے لیکن فارسی اور اردو شاعری میں مرثیہ صرف واقعہ کربلا کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ بیت اور ان کے ساتھیوں کے مصائب وآلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مرثیے کی اس قسم کو مذہبی مرثیہ کہا جاتا ہے جب کہ قومی رہ نما کی وفات پر لکھا جانے والا مرثیہ رسمی مرثیہ اور کسی شہر، حکومت اور سلطنت کے اختتام پر لکھا جانے والا مرثیہ تشریفاتی مرثیہ کہلاتا ہے۔ مذہبی مرثیے کو بامِ عُروج پر پہنچانے والے شاعر میر ببر علی انیس تھے۔ وہ ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔ اُن کے مرثیے سوز وگداز، کردار نگاری اور جذبات نگاری کے بے مثال نمونے پیش کرتے ہیں۔ تشریح طلب شعر انیسؔ کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے۔ جو اِن کے تخیل، منظر نگاری اور لفظی تصویر کشی کی عمدہ مثال ہے۔ اِسے انیس نے مُسدّس کی ہیئت میں لکھ کر امر کر دیا ہے۔

واقعہ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک نہایت دردناک اور اہم ترین واقعہ ہے یہ وہ سانحۂ عظیم ہے جس میں نواسۂ رسول حضرت امام حسینؓ نے اپنا خانوادہ قربان کر کے دین کو نئے سرے سے زندہ کر دیا۔

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زیرِ تشریح شعر میں شاعر میر انیسؔ نے میدان کربلا میں گرمی کی شدت بیان کرنے کے لئے فنِ مُبالغہ آرائی کا بڑی خوبی سے استعمال کیا ہے۔ وہ میدان کربلا میں روزِ جنگ پڑنے والی گرمی کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس روز امام حسینؓ باطل کے خلاف کلمۂ حق بلند کرنے کے لئے میدانِ کارزار میں اُتر رہے تھے۔ اُس روز گرمی اپنے عروج پر تھیں کہ دریائے فرات میں مچلنے والی موجیں بھی یوں بے قرار نظر آتی تھیں جیسے اُن کا حال بھی شدت پیاس سے بُرا ہو اور کسی پیاسے کی طرح اُن کی زباں بھی منہ سے باہر ہو جبکہ پانیوں میں رہنے والے مگرمچھوں کو بھی پانی میں قرار نہ تھا۔ اُس روز وہ بھی پانیوں سے باہر جاں بلب نظر آتے تھے۔ بقول انیسؔ

آب رواں سے منہ نہ اُٹھاتے تھے جانور
جنگل میں چھپتے پھرتے تھے طائر ادھر اُدھر

غرض یہ کہ زیرِ نظر شعر میں میر انیسؔ نے گرمی کی شدت کو مُبالغہ آرائی کے ساتھ اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ الفاظ میں بناوٹ کا شائبہ نہیں گزرتا۔ یہ اس بات کا غماز ہے کہ میر انیس کو قدرت بیان پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبارت بریلوی کہتے ہیں:

''الفاظ ان کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ انیس الفاظ کے مزاج دان تھے انھیں علم تھا کہ کون سا لفظ کب، کہاں اور کس طرح استعمال کرنا ہے۔''

شعر 18۔ (لاہور بورڈ 2016) دوسرا گروپ

پانی تھا آگ، گرمی روز حساب تھی
ماہی جو سیخِ موج تک آئی کباب تھی

حوالۂ شعر:۔ (U.B+A.B)

نظم کا عنوان : میدان کربلا میں گرمی کی شدت
شاعر کا نام : میر انیسؔ
ماخذ : کلیات میر انیس

مفہوم : میدان کربلا میں جنگ کا دن حشر کا دن تھا اور پانی آگ کی مانند دہکا ہوا تھا جب کہ اس کی لہریں آگ کھائی ہوئی سیخ کی مانند تھیں جس پر آنے والی ہر مچھلی صورتِ کباب ہو جاتی تھی۔ (U.B+A.B)

تشریح:۔ (U.B+A.B)

لفظ مرثیے کے لغوی معنی کسی مرنے والے کی تعریف و توصیف بیان کرنا ہے لیکن فارسی اور اردو شاعری میں مرثیہ صرف واقعہ کربلا کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس میں اہلِ بیت اور ان کے ساتھیوں کے مُصائب و آلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مرثیے کی اس قسم کو مذہبی مرثیہ کہا جاتا ہے جب کہ قومی رہ نما کی وفات پر لکھا جانے والا مرثیہ رسمی مرثیہ اور کسی شہر، حکومت اور سلطنت کے اختتام پر لکھا جانے والا مرثیہ تشریفاتی مرثیہ کہلاتا ہے۔ مذہبی مرثیے کو بامِ عُروج پر پہنچانے والے شاعر میر ببر علی انیس تھے۔ وہ ایک بلند پایہ مرثیہ نگار تھے۔ اُن کے مرثیے سوز و گداز، کردار نگاری اور جذبات نگاری کے بے مثال نمونے پیش کرتے ہیں۔ تشریح طلب شعر انیسؔ کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے۔ جو اِن کے تخیل، منظر نگاری اور لفظی تصویر کشی کی عمدہ مثال ہے۔ اِسے انیس نے مُسدّس کی ہیئت میں لکھ کر امر کر دیا ہے۔

واقعہ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک نہایت دَردناک اور اہم ترین واقعہ ہے یہ وہ سانحۂ عظیم ہے جس میں نواسۂ رسول حضرت امام حسینؓ نے اپنا خانوادہ قربان کر کے دین کو نئے سرے سے زندہ کر دیا۔

؎ قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زیرِ تشریح شعر میں شاعر میر انیس نے فنِ مُبالغہ آرائی کو میدان کربلا میں گرمی کی شدت بیان کرنے کے لیے بڑی مہارت اور خوبی سے برتا ہے۔ انیس کو اس فن میں ملکہ حاصل ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جس روز امام حسینؓ میدان کارزار میں کلمہ حق بلند کرنے اُتر رہے تھے اُس دن گرمی اپنے عروج پر تھی جس سے ہر ذی روح بُری طرح متاثر تھا حتیٰ کہ دریائے فرات کا پانی بھی سورج کی تپش سے کھول رہا تھا اور یوں لگ رہا تھا جیسے یہ دن دس محرم کا کوئی عام دن نہیں بلکہ یوم حشر ہے کہ جب سورج سوا نیزے پر آ کر اپنی آگ برسا رہا ہو اور فرات کا پانی مانندِ آتش دہکا ہوا ہو تھا۔ انیس بیان کرتے ہیں کہ اُس روز فرات کے اس دہکے ہوئے پانی میں تیرنے والی مچھلیاں سطحِ آب پر نہ آتی تھیں اور اگر کوئی مچھلی سطحِ آب پر آتی تھی تو پانی کی لہریں اُس کے لیے سیخ کا کام کرتی تھیں جس پر آتے ہی وہ بھُنے ہوئے کباب کی مانند ہو جاتی تھی۔ گویا کہ میدان کربلا کی وہ گرمی حد سے بڑھ کر نا قابل برداشت تھی۔ لیکن تاریخ گواہ ہے جنھوں نے شدتِ گرمی اور تشنہ لبی کی اس آزمائش پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا وہ مر کر بھی زندہ ہیں اور جو قاتل تھے وہ بے نام و نشاں ہو گئے ہیں۔ بقول انیسؔ

؎ مُقتلِ عشق کا منظر ہے عجب
مر گئی تیغ گلو زندہ ہے

غرض یہ کہ زیرِ نظر شعر میں میر انیسؔ نے گرمی کی شدت کو مبالغہ آرائی کے ساتھ اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ الفاظ میں بناوٹ کا شائبہ نہیں گزرتا۔ جو اس بات کا غماز ہے کہ میر انیس کو قدرتِ بیان پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبارت بریلوی کہتے ہیں:

”الفاظ ان کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ انیس الفاظ کے مزاج دان تھے انھیں علم تھا کہ کون سا لفظ کب، کہاں اور کس طرح استعمال کرنا ہے۔“

مشقی سوالات

(U.B+A.B)

سوال 1: درج ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجیے۔

(الف): میر انیسؔ نے پہلے بند میں زبان کو کس چیز سے تشبیہ دی ہے؟

جواب: زبان سے تشبیہ

میر انیسؔ نے پہلے بند میں زبان کو شمع سے تشبیہ دی ہے۔

(ب): دوسرے بند میں نہر کے "لب" سے کیا مراد ہے؟

جواب: نہر کے لب سے مراد

دوسرے بند میں نہر کے "لب" سے مراد نہر کے کنارے ہیں۔

(ج): شاعر کے بیان کے مطابق دریائے فرات کے پانی پر دھوپ کا کیا اثر ہوا؟ (لاہور بورڈ 2016) دوسرا گروپ

جواب: دریائے فرات کے پانی پر دھوپ کا اثر

شاعر کے بیان کے مطابق دھوپ کے اثر سے دریائے فرات کا پانی کھولنے لگا تھا۔

(د): شاعری میں میر انیسؔ کی وجہ شہرت کیا ہے؟

جواب: میر انیس کی وجہ شہرت

شاعری میں میر انیسؔ مرثیہ نگاری کی وجہ سے مشہور ہیں۔

(ہ): ہیئت کے اعتبار سے اس نظم (میدان کربلا میں گرمی کی شدت) کو کیا کہیں گے؟

جواب: نظم میدان کربلا میں گرمی کی شدت کی ہیئت

ہیئت کے اعتبار سے یہ نظم مُسدّس ہے۔

(ز) عظیم محقق حافظ محمود شیرانی نے میر انیس کی مرثیہ گوئی کے ضمن میں تعریف کن الفاظ میں کی ہے؟

جواب: حافظ محمود شیرانی کا بیان

حافظ محمود شیرانی نے کہا ہے کہ "وہ (میر انیس) اقلیمِ مرثیہ گوئی کے شہنشاہ تھے"

سوال نمبر ۲۔ میدان کربلا میں گرمی کی شدت کا متن مدنظر رکھ کر جواب دیں: (U.B+A.B)

1۔ "میدانِ کربلا میں گرمی کی شدت" کس شاعر کی تخلیق ہے؟

(A) مرزا دبیر (B) میر انیس (C) مولوی میر حسن (D) میر خلیق

2۔ نظم "میدان کربلا میں گرمی کی شدت" صنفِ سخن کے لحاظ سے کیا ہے؟

(A) آزاد نظم (B) قصیدہ (C) شہر آشوب (D) مرثیہ

3۔ شاعر گرمی کی شدت کی ذکر کرتے ہوئے لرزاں ہے کہ:

(A) زبان مثلِ شمع نہ جل اٹھے (B) خود اس شدت کا شکار نہ ہو جائے

(C) بیان سے قاصر ہے (D) مبالغہ نہ ہو جائے

4۔ رن کی زمیں سرخ تھی اور آسماں تھا:

(A) سبز (B) نیلا (C) زرد (D) سرخ

5۔ زمین پر خلقِ خدا کس چیز کو ترس رہی تھی؟

(A) پانی کو (B) آبِ خنک کو (C) ٹھنڈی ہوا کو (D) بادل کے سائے کو

www.ilmkidunya.com

6۔ دن کے مثالِ شب سیاہ ہونے کی وجہ کیا تھی؟

(A) آفتاب کی حدت (B) دھوپ (C) تپش (D) لُو

7۔ نہنگوں پر گرمی کا کیا اثر تھا؟

(A) پسینے چھوٹ رہے تھے (B) بے ہوش تھے (C) جان لبوں پر تھی (D) ہانپ رہے تھے

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

1	2	3	4	5	6	7
B	D	A	C	B	B	C

سوال نمبر۳۔ درجِ ذیل الفاظ کے مترادف لکھیے: (U.B+A.B)

الفاظ	مترادف
آفتاب	سورج
مسکن	ٹھکانہ
شجر	درخت
آہُو	ہرن
گرداب	مُنجدھار
ماہی	مچھلی

سوال نمبر۴۔ قوسین میں دیے گئے الفاظ سے درست لفظ کا انتخاب کر کے خالی جگہ پُر کیجیے: (U.B+A.B)

(الف) پتھر پگھل کر ___ موم ___ ہو گئے تھے۔ (راکھ، خاک، ✓موم)

(ب) مُسدّس کا ہر بند ___ چھے ___ مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ (دو، تین، ✓چھے)

(ج) گرمی کی شدت سے پتّوں کا رنگ ___ زرد ___ ہو گیا۔ (✓زرد، سیاہ، سُرخ)

(د) شاعر نے درخت کے جلنے کو ___ چنار ___ سے تشبیہ دی ہے۔ (کوئلے، لکڑی، ✓چنار)

(ہ) ___ غُبار ___ سے سورج کا چہرہ دھندلا گیا تھا۔ (✓غُبار، بخار، گرمی)

سوال نمبر۵۔ درج ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے۔ (U.B+A.B)

روز، آفتاب، کانٹا، حیات، سیاہ، سبزہ زار، شرر فشاں

الفاظ	متضاد
روز	شب
آفتاب	ماہتاب
کانٹا	پھول
حیات	ممات
سیاہ	سفید
سبزہ زار	صحرا
شَرر فِشاں	شبنم فشاں

www.ilmkidunya.com

(U.B+A.B)

کثیر الانتخابی سوالات

درج ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں درست جواب کی نشاندہی کریں؟

1۔ میر انیس کے والد کا نام تھا:
(A) میر خلیل الزماں　(B) میر خلیق　(C) میر حیدر　(D) امیر مینائی

2۔ حصولِ تعلیم کے ساتھ ساتھ میر انیسؔ نے کون سے فنون سیکھے:
(A) شہسواری اور سپہ گری　(B) نیزہ بازی　(C) نسب دانی　(D) شمشیر زنی

3۔ ''میر انیسؔ اقلیمِ مرثیہ گوئی کے شہنشاہ تھے'' یہ جملہ کس محقق کا ہے:
(A) رشید احمد صدیقی　(B) حافظ محمود شیرانی　(C) مولوی عبدالحق　(D) گوپی چند نارنگ

4۔ میر انیسؔ کے تمام مرثیوں میں بندوں کی کم از کم تعداد ہے:
(A) پچاس　(B) سو　(C) ڈیڑھ سو دو سو　(D) دو سو

5۔ میر کی کتاب ''انتخاب مراثی انیس'' کے نام سے شائع ہوئی:
(A) انجمن پنجاب لاہور　(B) انجمن حمایتِ اسلام لاہور　(C) مجلس ترقی ادب لاہور　(D) مقتدرہ اردو اسلام آباد

6۔ میر انیسؔ کا سنہ ولادت ہے:
(A) ۱۸۷۴ء　(B) ۱۸۷۲ء　(C) ۱۸۷۳ء　(D) ۱۸۰۰ء

7۔ میر انیسؔ کا سنہِ وفات ہے:
(A) ۱۸۰۰ء　(B) ۱۸۷۲ء　(C) ۱۸۷۳ء　(D) ۱۸۷۴ء

8۔ نظم ''میدان کربلا میں گرمی کی شدت'' کا ماخذ ہے:
(A) رباعیات انیس　(B) انیس کے سلام　(C) کلیاتِ میر انیس　(D) انتخاب مراثی انیس

9۔ پتھر پگھل کر ہو گئے تھے:
(A) راکھ　(B) خاک　(C) موم　(D) مٹی

10۔ مُسدّس کے ہر بند کے مِصرعے ہوتے ہیں:
(A) دو　(B) تین　(C) چھے　(D) پانچ

11۔ گرمی کی شدت سے پتوں کا رنگ ہو گیا تھا:
(A) زرد　(B) سیاہ　(C) زائل　(D) پیلا

12۔ شاعر نے درخت کے جلنے کو تشبیہ دی ہے:
(A) کوئلے سے　(B) لکڑی سے　(C) چنار سے　(D) دیودار سے

13۔ میدان کربلا میں گرمی کی شدت کس کی تحریر ہے:　(لاہور بورڈ 2016) پہلا گروپ
(A) مرزا ادیب　(B) میر انیس　(C) مولوی میر حسن　(D) میر خلیق

14۔ مُسدّس کا ہر بند کتنے مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے؟　(گوجرانوالہ بورڈ 2014) دوسرا گروپ
(A) دو　(B) تین　(C) چار　(D) چھ

15۔ رن کی زمین سرخ تھی اور آسماں تھا:　(لاہور بورڈ 2015) پہلا گروپ
(A) سبز　(B) نیلا　(C) سیاہ　(D) زرد

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

1	B	2	A	3	B	4	C	5	C	6	D	7	D	8	C	9	C
10	C	11	A	12	C	13	B	14	D	15	D						

www.ilmkidunya.com